تحقیق عیسیٰ علیہ سلام ابھی تک نہیں فوت ہوئے اور تحقیق وہ تمہارے طرف قیامت سے قبل لوٹیں گے (الحدیث)

رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام اور غامدی شبہات کے جوابات

مصنف حافظ محمد مدثر علی راؤ

خاک پائے اکابرین ختم نبوت

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام اور غامدی شبہات کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دین اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات میں سے ایک اہم عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے رفع ونزول کا بھی ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات دین میں شامل ہے جوکہ قرآن مجید کی نصوص قطعیہ ، احادیث متواترہ، اور اجماع امت سے ثابت شدہ ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ دشمنان اسلام کی نظر ہوگیا اور اس کے مخالف عقیدہ وفات مسیح کو گھڑ لیا گیا۔ شروعات میں کچھ معتزلیوں اور خارجیوں نے اس عقیدے کا انکار کیا اور برصغیر پاک وہند میں انگریزی استعماری دور میں سب سے پہلے اس عقیدے کا انکار منکر حدیث سر سید احمد خاں اور مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا لیکن مرزا قادیانی نہ صرف اسکا انکار کیا بلکہ خود دعویٰ میسیحیت کر دیا۔ دور حاضر میں استشراقی نظریے کے حامل ایک میڈیا سکالر جاوید احمد غامدی بھی رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام کا انکار کیے ہوئے ہیں لیکن ان کے اور باقی منکرین کے عقیدے میں بس اتنا فرق ہے کہ باقی منکرین صرف وفات عیسیٰ کے قائل ہیں جبکہ یہ موصوف وفات کیساتھ عیسیٰ علیہ سلام کے رفع جسمانی کے بھی قائل ہیں جسکی تفصیل ہم ان شاء اللہ آگے چل کر پیش کریں گے۔

غامدی صاحب نے اس حوالے سے اپنی کتاب میزان میں جو کچھ بھی لکھا وہ سب اختصار کیساتھ لکھا لیکن اس کی تفصیل کو انہوں نے اپنے یوٹیوب چینل پر اپلوڈ ہونے والے وڈیو لیکچرز میں ریکاڑ کروایا جس پر انہوں نے مختلف شکوک وشبہات پیدا کیے لہٰذا ہم انہی وڈیو لیکچرز میں سے اخذ کردہ غامدی صاحب کے شبہات کا جواب عرض کرنے لگے ہیں۔

غامدی صاحب سے رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام کی بابت ان کے عدم اطمینان کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں درج ذیل وجہ بیان کی۔

> ”حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے زندہ آسمان پر جانے اور واپس نازل ہونے کا عقیدہ اگر اس قدر اہم ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو قرآن مجید میں ضرور بیان فرماتا کیونکہ ایک جلیل القدر پیغمبر کا زندہ آسمان

=÷

سے نازل ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے لیکن موقع بیان کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے بیان نہیں فرمایا۔"

جواب: جاوید غامدی کے اپنے عدم اطمینان کی اس وجہ کو بیان کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے موصوف کی منشاء کے مطابق قرآن مجید نازل ہونا چاہیے تھا جو کہ ان کی عقل سلیم پر پورا اترتا۔ جناب جاوید غامدی کہتے ہیں کہ

"موقع بیان کے باوجود اللہ نے قرآن میں نزول عیسیٰ کا کہیں کوئی ذکر نہیں فرمایا الخ۔"

ہم عرض کرتے ہیں کہ غامدی صاحب اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں الوہیت مسیح کے رد میں ارشاد فرماتا ہے۔

"مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔وَ أُمُّهُ صِدِّيقَةٌ۔كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ۔انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ" (سورۃ المائدہ آیت 75)

ترجمہ: مسیح ابن مریم تو صرف ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ تھی۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھو تو ہم ان کے لئے کیسی صاف نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے پھرے جاتے ہیں؟

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے رسول اللہ ہونے اور انکے کھانا کھانے کا بتلا کر عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کو رد فرمایا ہے اور عیسائیوں کو یہ سمجھایا ہے کہ (دیکھو تم جس کی عبادت کرتے ہو وہ تو ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور یہ کھانا بھی کھاتا تھا جبکہ خدا کھانا نہیں کھاتا وہ تو بھوک سے پاک ہوتا ہے) لیکن موقع بیان کے باوجود یہاں پر اللہ تعالیٰ نے وفات عیسیٰ کا بیان نہیں فرمایا جبکہ یہ بہترین موقع تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی وفات کا واضح ارشاد فرما کر عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کو رد فرما دیتا لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا..... آخر کیوں؟ پھر صرف یہی نہیں اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا مختلف انداز میں ذکر فرمایا اور مختلف انداز میں ان کے متعلق الوہیت کے عقیدے کو رد فرمایا لیکن موقع بیان کے باوجود کہیں پر بھی تین چیزوں کو ایک ساتھ بیان نہیں فرمایا۔

1: حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا نام،

2: لفظ موت کی صراحت،

3: ماضی کا صیغہ۔

=÷

یہ تینوں باتیں پورے کلام پاک میں کہیں پر بھی ایک ساتھ بیان نہیں فرمائی گئیں۔اب ہم جاوید غامدی سے سوال عرض کرتے ہیں کہ کیا تھا اگر اللہ تعالیٰ ان تینوں کو ایک ساتھ بیان فرمادیتے تاکہ امت مسلمہ میں ایک جلیل القدر پیغمبر کے متعلق ایسا کوئی بڑا اختلاف سرے سے پیدا ہی نہ ہوتا اور الوہیت مسیح کا رد بھی ہو جاتا!

اللہ تعالیٰ نے جہاں یہود و نصاریٰ کے عیسیٰ علیہ سلام سے متعلق دیگر دعواجات کو باطل قرار دیا ہے وہاں پر ان کی موت کا صراحت کے ساتھ واضح ارشاد کیوں نہیں بیان فرمایا؟

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ نزول مسیح کا عقیدہ کوئی معمولی عقیدہ نہیں ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ کیا الوہیت مسیح کا باطل عقیدہ کوئی معمولی عقیدہ ہے؟ جس کے رد میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کی موت کو واضح بیان کیے بغیر ایسے ہی چھوڑ دیا!

غامدی صاحب سے احادیث کی بابت اپنے عدم اطمینان کی درج ذیل وجہ پیش کی۔

حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا نزول اگر ایمانیات اور علامات قیامت میں سے ہوتا یا پھر اس کی اتنی ہی اہمیت تھی تو پھر اس واقعہ کا ذکر حدیث کی قدیم ترین کتب صحیفہ ہمام بن منبہ اور امام مالک کی مؤطا میں ضرور ہونا چاہیے تھا لیکن آپ مؤطا امام مالک کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھ لیں کہیں پر بھی نزول عیسیٰ علیہ سلام سے متعلق کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔(غامدی مؤقف)

جواب:

غامدی صاحب کے عدم اطمینان کی اس وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا غامدی صاحب کے نزدیک پورا کا پورا دین اسلام صحیفہ ہمام بن منبہ اور مؤطا امام مالک میں ہی بیان ہوا ہے جس کے بعد کسی اور کتاب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کی جلالت قدر اپنی جگہ لیکن کیا پوری امت کے اجماعی مؤقف اور جلیل القدر آئمہ دین وسلف صالحین کے مقابلہ پر مؤطا امام مالک کو دلیل بنا کر پیش کرنا کیا درست بات ہے؟ کیا ایک اجماعی اور متواتر عقیدے کو صرف اس بنیاد پر رد کر دینا چاہیے کہ یہ عقیدہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے اپنی مؤطا میں نقل نہیں فرمایا؟

غامدی صاحب آپ کا احادیث کی امہات کتب کا اصول کہاں گیا اب؟ کہ آپ ہی تو یہ کہتے ہیں کہ مؤطا، بخاری اور مسلم حدیث کی امہات کتب ہیں اور جب آپ کو اپنا کوئی مؤقف ثابت کرنا ہوتا ہے تو اس کے لیے آپ

=÷

حدیث تو کیا تاریخی کتب سے بھی استدلال کرنے سے باز نہیں آتے چاہے وہ کسی بھی مؤرخ کی لکھی ہوئی ہو لیکن دوسری طرف عالم یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ سلام جیسے ایک اہم عقیدے کی اہمیت کو گھٹانے کے لیے آپ اس کے لیے مؤطا امام مالک کی شرط لگا رہے ہیں! جبکہ بخاری و مسلم میں ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوری صراحت کیساتھ عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کی صرف پیشنگوئی ہی بیان نہیں فرمائی بلکہ اس پر اللہ کی قسم بھی کھائی ہے۔

ہم غامدی صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ جناب مؤطا امام مالک میں تو کتاب الایمان بھی درج نہیں ہے تو کیا اسکا مطلب یہ سمجھا جائے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں ایمانیات کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہے!

لہٰذا اس پر جو جواب موصوف کا ہوگا وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں، **فما کان جوابکم فھو جوابنا**

پھر غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے نزول فرمانے سے متعلق بالکل خالی ہے اگر ایسا کوئی غیر معمولی واقعہ بھی پیش ہونا ہوتا تو اسکا ذکر قرآن مجید میں ضرور ہوتا۔

اب یہاں پر ہم ایک بات پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر بالفرض قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کو صراحت کے ساتھ بیان بھی فرما دیتا پھر بھی غامدی صاحب نے اس کو قبول نہیں کرنا تھا بلکہ اس کی کوئی باطل تاویل کر کے رد کر دینا تھا اور ہمارے اس دعویٰ کی دلیل خود غامدی صاحب کی فکر ہے، اس پر چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

1: قرآن مجید بائبل میں موجود کتب کو پوری قوت کیساتھ محرف و مبدل قرار دیتا ہے جبکہ غامدی صاحب کے نزدیک ان کتب کا بعض حصہ الہامی ہے بلکہ غامدی صاحب کے مطابق تورات و انجیل کا مطالعہ کرنے سے ایمان بھی تازہ ہوتا ہے۔

2: قرآن مجید **ولا تقربوا الزنی** فرما کر زنا کے قریب جانے سے بھی منع فرماتا ہے جبکہ غامدی صاحب کسی مرد کا نامحرم عورت کیساتھ مصافحہ کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں جس سے زنا کا دروازہ کھلتا ہے۔

3: اللہ تعالیٰ نے قانون شہادت کے معاملے میں واضح اور دوٹوک انداز میں ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے گواہ تم میں سے ہونے چاہیے یعنی مسلمان ہونے چاہیے لیکن غامدی صاحب اسکا انکار کرتے ہوئے غیر مسلم کو بھی گواہی کا حق دیتے ہیں اور قرآنی فیصلے کو مذہبی تفریق سمجھتے ہیں۔

=÷=

4:اسی طرح قانون شہادت کے معاملے میں عورت کی گواہی کی بابت قرآن مجید نے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کا حکم دیا ہے لیکن غامدی صاحب اس کے برخلاف کہتے ہیں کہ یہ کوئی نصابِ شہادت نہیں ہے بلکہ ایک معاشرتی ہدایت ہے اور یہ ایسا نہیں ہے کہ عدالت میں مقدمہ اسی وقت ثابت ہو گا جب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دینے کے لیے آئیں۔

5: قرآن مجید **ویتبع غیر سبیل المؤمنین** فرما کر مومنین کی راہ سے ہٹ کر چلنے والے کو جہنم کی وعید سناتا ہے لیکن غامدی صاحب مومنین کی راہ سے ہٹ کر بھی چلتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہوئے اس آیت کی باطل تاویل کر کے اجماعِ امت کا انکار کرتے ہیں۔

قارئین کرام! درج بالا ان چند مثالوں سے یہ بات واضح ثابت ہوتی ہے کہ غامدی صاحب جو قرآن مجید میں نزول عیسیٰ علیہ سلام کا صراحت کیساتھ ذکر دیکھنا چاہتے ہیں اگر بالفرض قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کو واضح صراحت کیساتھ بھی بیان فرما دیا جاتا تو اس میں کچھ بعید نہیں کہ غامدی صاحب اپنے باقی عقائد و نظریات کی طرح اس کی بھی کوئی باطل تاویل کر کے اسے رد کر دیتے اور کہہ دیتے کہ چونکہ قرآن میں وفات عیسیٰ کا ذکر موجود ہے اس لیے نزول عیسیٰ والی آیات کی تاویل کی جائے گی۔

غامدی صاحب کے رفع و نزول عیسیٰ علیہ سلام کی بابت قرآن و حدیث پر عدم اطمینان کی وجوہات جاننے کے بعد اب انکا عقیدہ اور اس پر دلیل بھی ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن مجید میں اگر ایک جگہ کوئی بات اجمال میں بیان کی گئی ہو تو دوسری جگہ پر اسکی تفصیل بیان کی گئی ہوتی ہے لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید سورۃ النساء آیت 158 میں عیسیٰ علیہ سلام کے حوالے سے بیان فرماتا ہے

"**بل رفعه الله اليه**" بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا۔"

اب یہاں پر نہ زندہ کا ذکر ہے نا جسم کا اور نا ہی آسمان کا کوئی ذکر موجود ہے۔ یہ ایک اجمالی بیان ہے اس کی تفصیل سورۃ آل عمران آیت 55 میں بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں فرماتے ہیں

"اِذ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِینَ کَفَرُوا وَ جَاعِلُ الَّذِینَ اتَّبَعُوکَ فَوقَ الَّذِینَ کَفَرُوا اِلٰی یَومِ القِیٰمَۃِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرجِعُکُم فَاَحکُمُ بَینَکُم فِیمَا کُنتُم فِیہِ تَختَلِفُونَ (۵۵)

=÷

ترجمہ: اُس وقت، جب اللہ نے کہا: اے عیسیٰ، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا اور تیرے اِن منکروں سے تجھے پاک کروں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت کے دن تک اِن منکروں پر غالب رکھوں گا۔ پھر تم سب کو بالآخر میرے پاس آنا ہے تو اُس وقت میں تمہارے درمیان اُن چیزوں کا فیصلہ کردوں گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

یعنی روح قبض کر کے تیرا جسم بھی اپنی طرف اٹھالوں گا تاکہ یہ ظالم اُس کی توہین نہ کر سکیں۔ مسیح علیہ السلام اللہ کے رسول تھے اور رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قانون قرآن میں بیان ہوا ہے کہ اللہ اُن کی حفاظت کرتا ہے اور جب تک اُن کا مشن پورا نہ ہو جائے، اُن کے دشمن ہرگز اُن کو کوئی نقصان پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اِسی طرح اُن کی توہین و تذلیل بھی اللہ تعالیٰ گوارا نہیں کرتے اور جو لوگ اِس کے درپے ہوں، اُنھیں ایک خاص حد تک مہلت دینے کے بعد اپنے رسولوں کو لازماً اُن کی دستبرد سے محفوظ کردیتے ہیں۔ (غامدی)

جواب:

غامدی صاحب ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ سورۃ النساء آیت 158 میں عیسیٰ علیہ سلام کے اللہ کی طرف اٹھائے جانے پر "آیت میں نہ زندہ کا لفظ ہے نہ آسمان کا اور نہ جسم کا" لیکن دوسری طرف غامدی صاحب اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لیے سورۃ عمران آیت 55 کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کے جسم کو اپنی طرف اٹھالیا۔

اب ہم غامدی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ جناب سورۃ آل عمران کی آیت میں بھی تو جسم کا لفظ موجود نہیں ہے پھر آپ نے کیسے عیسیٰ علیہ سلام کے جسم کو مراد لے لیا؟

اصل میں غامدی صاحب کا یہ اعتراض کوئی نیا نہیں ہے بلکہ یہ اعتراض مرزا غلام قادیانی سے لیا گیا ہے۔

1: اب ہم غامدی صاحب کے ترجمہ کو ہی مدنظر رکھتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اوّل تو سورۃ آل عمران کی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام سے مستقبل میں وفات دیئے جانے کا ارشاد فرمایا ہے جبکہ باقی منکرین کی طرح غامدی صاحب کا بھی دعویٰ تو یہ ہے کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے دی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ "میں تجھے وفات دوں گا۔"

=÷=

عیسیٰ علیہ سلام کی وفات کے قائل تو ہم بھی ہیں لیکن مستقبل میں جب وہ قرب قیامت نزول فرمائیں گے اور آیت مبارکہ میں بھی ان کے مستقبل میں وفات دیے جانے کو ارشاد فرمایا گیا ہے نا کہ ماضی میں۔

2: غامدی صاحب کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے کر انکا جسم اپنی طرف اٹھا لیا اور غامدی صاحب عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کے منکر بھی ہیں لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مِنهَا خَلَقنٰکُم وَفِیهَا نُعِیدُکُم وَمِنهَا نُخرِجُکُم تَارَةً اُخریٰ

ترجمہ: (تم اگر سمجھو تو حقیقت یہ ہے کہ) ہم نے اِسی زمین سے تم کو پیدا کیا ہے، ہم اِسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اِسی سے تم کو دوبارہ نکال کھڑا کریں گے۔

(سورۃ طٰہٰ آیت 55 ترجمہ البیان غامدی)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اس نے جس مٹی سے ہمیں پیدا فرمایا ہے اسی مٹی میں ہم کو واپس لوٹائے گا اور پھر واپس اسی سے ہمیں دوبارہ نکالے گا جبکہ غامدی صاحب کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ سلام اب واپس نہیں آئیں گے!

ہم عرض کرتے ہیں کہ غامدی صاحب جب عیسیٰ علیہ سلام آپ کے مطابق وفات پا چکے تو پھر انہیں ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق وفات کے بعد اسی زمین میں واپس جانا چاہیے تھا اور اگر عیسیٰ علیہ سلام واپس بھی نہیں آئیں گے تو پھر درج بالا ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق وہ اسی زمین سے واپس کیسے نکالے جائیں گے؟ اور فرمان الٰہی پر کیسے پورے اتریں گے؟

سورۃ آل عمران اور سورۃ النسآء کے بعد غامدی صاحب نے وفات عیسیٰ علیہ سلام ثابت کرنے کے لیے سورۃ المآئدہ آیت 117 کو بطور استدلال پیش کیا۔ اس سے پہلے غامدی صاحب نے جو کچھ بیان کیا اس میں ہمیں کہیں کوئی ایک بھی ایسی آیت نہیں ملی کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہو کہ "عیسیٰ علیہ سلام کی وفات ہو گئی یا انہیں وفات دے دی گئی۔" ابھی تک ہم نے غامدی صاحب کے ترجمہ کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے بات کی ہے اور ابھی دوسری آیت مبارکہ پر بھی غامدی صاحب کے ترجمہ کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے عرض کریں گے۔

غامدی صاحب کی دوسری دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المآئدہ آیت 117 میں قیامت کے دن عیسیٰ علیہ سلام سے ہونے والے ایک مکالمے کو بھی نقل فرمایا ہے جس میں اللہ تعالیٰ ان سے یہ سوال پوچھیں گے کہ کیا

آپ نے ان سے یعنی نصاریٰ سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو؟ جس کے جواب میں وہ عرض کریں گے کہ اے اللہ میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا اور جب تک میں ان میں رہا میں دیکھتا رہا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں لیکن جب آپ نے مجھے اٹھالیا یعنی وفات دے دی تو پھر میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ کیا کرتے رہے۔ اب آپ یہاں پر دیکھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح اپنی وفات کا اقرار کتنا واضح کر رہے ہیں، اگر وہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں واپس آئیں گے تو پھر تو انہیں یہ کہنا چاہیے کہ یا اللہ میں ابھی دیکھ کر آرہا ہوں سب اور ان کی گمراہی سے اچھی طرح واقف ہوں۔

یہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن تمام انبیاء سے انکی امتوں کے متعلق سوال پوچھا جائے گا اور اسی طرح حضرت مسیح سے بھی ان کی قوم کا سوال ہو گا جس پر وہ یہ جواب دیں گے۔ (غامدی)

جواب:

سب سے پہلے ہم یہ عرض کر دیں کہ عیسیٰ علیہ سلام کا یہ مکالمہ اللہ تعالیٰ سے بروز قیامت ہو گا اور اس سے پہلے ان کی وفات کے تو ہم بھی قائل ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ سلام نزول فرمائیں گے اس کے بعد یہاں کافی عرصہ گزار کر اللہ ان کو وفات دے گا جس کے بعد قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے کلام فرمائیں گے لہٰذا یہ آیت بھی عیسیٰ علیہ سلام کے واقعہ صلیب کے وقت ان کی وفات کی دلیل نہیں بنتی لہٰذا غامدی صاحب صیغہ ماضی کیساتھ وہ دلیل پیش کریں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کو واقعہ صلیب کے وقت دشمنوں سے بچا کر وفات دے دی۔

دوسری بات یہ ہے کہ غامدی صاحب کی یہ دلیل بھی مرزا غلام قادیانی سے ہی لی گئی ہے۔

(دیکھیے مرزا قادیانی کی کتاب روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 51-52)

علاوہ ازیں اس آیت مبارکہ میں جو خیانت مرزا قادیانی نے کی تھی اسی خیانت کا ارتقاب غامدی صاحب نے بھی خوب کیا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ غامدی صاحب کو اپنا مقدمہ ثابت کرنا تھا۔

غامدی صاحب نے آیت مبارکہ میں اپنی طرف سے عیسیٰ علیہ سلام کی طرف وہ الفاظ منسوب کیے جو وہ ادا ہی نہیں فرمائیں گے، غامدی صاحب کے وہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

"جب تک میں ان کے اندر موجود رہا (اس وقت تک دیکھتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں) لیکن جب آپ نے مجھے اٹھالیا (تو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا بنایا اور کیا بگاڑا)۔"

(بحوالہ میزان طبع نہم 2014 صفحہ 178)

=÷=

قارئین کرام!

غامدی صاحب کے درج بالا بریکٹ میں لکھے گئے الفاظ انکی کتاب میزان کے جس صفہ 178 پر موجود ہیں اسی صفہ 178 پر درج شدہ سورۃ المآئدہ کی آیت 117 کا ترجمہ بھی لکھاہوا موجود ہے اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ اس میں کہیں پر بھی غامدی صاحب کے درج بالا الفاظ موجود نہیں ہیں۔ جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ درج بالا الفاظ غامدی صاحب کے اپنے ذہن کی اختراع کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے وگرنہ اگر یہ سچ میں الفاظ عیسیٰ علیہ سلام کے ہوتے تو غامدی صاحب ان الفاظ کو آیت مبارکہ کے ترجمہ میں بھی لکھتے لیکن جب عیسیٰ علیہ سلام ایسا کچھ فرمائیں گے ہی نہیں تو پھر ایسا ترجمہ کیسے ہو سکتا تھا؟

اب آیئے حقیقت جانیے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ سلام کے روز قیامت ان سے انکی امت کے بگڑنے کا سوال ارشاد فرمائیں گے کہ کیا انہوں نے اپنی قوم کو یہ حکم دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو؟

اب اس سوال کا نفی میں جواب دیتے ہوئے عیسیٰ علیہ سلام فرمائیں گے کہ "میں نے تو ان سے تو وہی بات کہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی، اور میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان کے اندر موجود رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو ان پر تو ہی نگران رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔"

اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سوال پوچھا گیا ہے وہ نصاریٰ کی گمراہی پر علم ہونے یا نہ ہونے کا نہیں بلکہ صرف اتنا پوچھا گیا کہ کیا عیسیٰ علیہ سلام نے اپنی قوم کو الوہیت کا حکم دیا تھا؟ جس کا جواب وہ نفی میں دیں گے لٰہذا جتنا سوال ہو گا اتنا ہی جواب دیا جائے گا۔

اب یہاں پر نصاریٰ کے حالات جاننے یا نہ جاننے کا کوئی تعلق نہیں کہ جسے غامدی صاحب نے اپنی طرف سے جوڑ لیا اور ایسا کیسے نہ ہوتا کیونکہ غامدی صاحب کو اپنا باطل عقیدہ بھی تو ثابت کرنا تھا۔

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ اگر عیسیٰ علیہ سلام قیامت سے پہلے واپس آئیں گے تو پھر تو انہیں اپنی قوم کے متعلق سوال پر یہ کہنا چاہیے کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں الخ۔

اگر ہم غامدی صاحب کی اس بات کو تسلیم بھی کر لیں پھر بھی غامدی صاحب کا یہ اعتراض کسی کام کا نہیں رہتا کیونکہ اسی سورۃ المآئدہ کی آیت 109 میں اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کرام سے انکی امتوں کو دی جانے والی دعوت کے جواب کے متعلق سوال پوچھیں گے اور اس کے جواب میں تمام انبیاء کرام عرض کریں گے کہ "ہم کو کچھ خبر

=÷

نہیں" جبکہ ان تمام انبیاء کرام کو معلوم بھی ہو گا لیکن وہ پھر بھی کمال عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا جواب نفی میں دیں گے۔۔۔۔۔۔تو کیا اب غامدی صاحب ہمیں بتائیں گے کہ کیا یہاں پر بھی آپ وہی اعتراض کریں گے جو اعتراض آپ عیسیٰ علیہ سلام کے اپنی قوم کے علم نہ ہونے سے متعلق کرتے ہیں؟

نوٹ: ہو سکتا ہے کہ غامدی صاحب یا ان کے پیروکار میں سے کوئی یہ کہ دے کہ سورۃ المآئدہ آیت 117 میں عیسیٰ علیہ سلام فرمارہے ہیں کہ "جب تک میں ان میں رہا ان پر گواہ رہا" اور گواہی تب ہی ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص آنکھوں سے دیکھتا بھی ہو اور جانتا بھی ہو لہٰذا غامدی صاحب نے جو الفاظ عیسیٰ علیہ سلام کی طرف منسوب کیے وہ بلکل درست ہیں نا کہ کوئی جھوٹ۔

تو اس کا جواب بھی ملاحظہ فرمالیں کہ یہاں پر گواہ رہنے سے مراد وہ گواہی نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ سلام اپنی قوم کو دیکھتے رہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ گواہی ہے کہ عیسیٰ علیہ سلام نے اللہ کا پیغام اپنی قوم کو پورا پورا ایمانداری کیساتھ پہنچادیا ہے۔

اس دعویٰ پر چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

1: اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ آیت 143 میں ارشاد فرماتے ہیں

" وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيۡدًا۔"

ترجمہ: اُسی طرح ہم نے تمھیں بھی ایک درمیان کی جماعت بنا دیا ہے تاکہ تم دنیا کے سب لوگوں پر (حق کی) شہادت دینے والے بنو اور اللہ کا رسول تم پر یہ شہادت دے۔

(سورۃ البقرۃ آیت 143 ترجمہ البیان غامدی)

قارئین کرام! اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ کو روز قیامت دوسری امتوں کی طرف بھیجے گئے انبیاء کرام کی طرف سے گواہ بنائیں گے کہ انہوں نے اللہ کا پیغام اپنی امتوں تک پہنچادیا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا غامدی صاحب یہاں پر اس امت کی دی جانے والی گواہی سے متعلق یہ کہ سکتے ہیں کہ یہ امت اپنی آنکھوں سے دوسری امتوں کے حال کو دیکھتی رہی ہے؟

پھر صرف یہی نہیں بلکہ خود غامدی صاحب بھی اسی آیت 143 کی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں کہ

=÷=

"شہادت کے معنی گواہی کے ہیں۔ جس طرح گواہی سے فیصلے کے لیے حجت قائم ہو جاتی ہے، اُسی طرح حق جب اِس درجے میں واضح کر دیا جائے کہ اُس سے انحراف کی گنجایش باقی نہ رہے تو اُسے شہادت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔"

(حواشی البیان غامدی)

اب اس جگہ غامدی صاحب خود اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ گواہی کو کسی فیصلے کی حجت قائم کرنے کے لیے شہادت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے (مفہوم)......پس پھر اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ سلام بھی اپنی قوم کو دعوت توحید دے کر ان پر گواہ بن گئے تھے کہ انہوں نے نصاریٰ کو حق کی دعوت دے دی ہے۔

2: ہماری دوسری دلیل یہ ہے کہ سورۃ المآئدہ آیت 117 میں اگر "گواہ" سے مراد عیسیٰ علیہ سلام کا اپنی قوم کو دیکھنا ہوتا تو پھر عیسیٰ علیہ سلام بعد میں بھی یہی فرماتے کہ ان کے اٹھائے جانے یا بقول غامدی صاحب کے انکی وفات کے بعد وہ اپنی قوم پر "گواہ" نہیں رہے لیکن عیسیٰ علیہ سلام ایسا کچھ نہیں فرمائیں گے۔

=÷

قارئین کرام! اب تک ہم نے آپ کے سامنے غامدی صاحب کا رفع و نزول عیسیٰ علیہ سلام کی بابت عدم اطمینان کی وجوہات اور قرآنی استدلال پر غامدی صاحب کی خیانت اور دہرے معیار کو پیش کیا ہے۔

اب اس کے بعد غامدی صاحب کی انوکھی منطقی دلیل بھی ملاحظہ فرمائیں کہ آخر موصوف نزول عیسیٰ علیہ سلام کی احادیث کے منکر کیوں ہیں؟ چنانچہ غامدی صاحب کہتے ہیں کہ

" صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے کہ جس میں عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کی خبر دی گئی ہے یہ ایک طویل حدیث ہے"

(صحیح مسلم حدیث نمبر 7278 اور انٹرنیشنل نمبر 2897)

لیکن اس حدیث میں مسلمانوں کی رومیوں کیساتھ جنگ اور مسلمانوں کے ہاتھوں قسطنطنیہ کی فتح کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یہاں پر میں ایک بات بتادوں آپ کو کہ تاریخ مدینہ دمشق میں یہ بات درج ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام اس بات سے خوف زدہ تھے کہ کہیں دجال کا ظہور نہ ہو جائے کیونکہ اس وقت بھی یہی صورتحال تھی قسطنطنیہ کے متعلق اور صحیح مسلم کی اس حدیث میں بھی قسطنطنیہ کی فتح کا ذکر موجود ہے۔ اب آپ دیکھیے کہ قسطنطنیہ تو فتح ہو چکا لیکن نہ دجال کا خروج ہوا اور نا ہی عیسیٰ علیہ سلام کا نزول ہوا لہٰذا میرے نزدیک نزول عیسیٰ کے متعلق یہ روایات محل نظر ہو چکی ہیں اور ان پر اب تحقیق کی ضرورت ہے ہم اب انہیں ایسے نہیں مان سکتے۔ رسول اللہ نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ قسطنطنیہ ایک بار پھر سے رومیوں کے پاس چلا جائے گا اور اسے پھر سے فتح کیا جائے گا کم از کم اتنا ہی فرمایا ہوتا تو پھر بھی ہم غور کرتے۔"

جواب: غامدی صاحب نے اپنی اس تمام تر بات میں اپنا رد خود ہی کر دیا ہے اور ہمارا مقدمہ بھی ثابت کر دیا ہے۔ غامدی صاحب کہتے ہیں کہ تاریخ مدینہ دمشق میں یہ بات لکھی ہے کہ صحابہ کرام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں خوف زدہ ہوتے تھے کہ کہیں دجال کا خروج نہ ہو جائے الخ۔

=÷=

جناب کی اس بات سے ایک چیز بالکل کلیئر ہو جاتی ہے کہ الحمد اللہ صحابہ کرام کا بھی دجال سے متعلق وہی عقیدہ تھا جو آج امت مسلمہ کا عقیدہ ہے اسی لیے تو صحابہ کرام خوف زدہ رہتے تھے۔اب ہم امید کرتے ہیں کہ غامدی صاحب صحابہ کرام کے اجماع کو جب حجت مانتے ہیں تو وہ ان کے عقیدے کو بھی تسلیم کریں گے۔

دوسری بات صحابہ کرام کے خوف زدہ رہنے کے باوجود اگر دجال کا خروج نہیں ہوا تو کیا اس سے یہ مراد ہے کہ دجال کا وجود ہی نہیں ہے؟

بالکل نہیں.... کیونکہ صحیح مسلم حدیث نمبر 7373 میں موجود ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام کو دجال کے متعلق بتایا تو صحابہ کرام اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ انہیں لگا کہ جیسے دجال جھاڑیوں میں کہیں چھپا ہوا ہے کیونکہ اللہ کے رسول جب اسکا ذکر فرماتے تو کبھی اپنی آواز کو دھیما کر لیتے تھے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس پر غامدی صاحب یہ کہیں گے کہ چونکہ دجال اس وقت جھاڑیوں میں سے نہیں نکلا لہٰذا یہ صحابہ کرام کی غلط فہمی تھی دجال کے متعلق اس لیے دجال نام کی کوئی شخصیت نہیں!

غامدی صاحب قسطنطنیہ کی فتح کے متعلق روایات میں زمین آسمان کا فرق ہے کہ جس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ دوبارفتح کیا جائے گا آخر آپ کو احادیث میں سے صرف ایک چیز ہی نظر کیوں آئی؟

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو بڑی بڑی عمارتوں کے تعمیر ہونے کو بھی علامات قیامت میں سے بیان فرمایا ہے تو کیا غامدی صاحب اس پر قیامت کا ہی انکار کر دیں گے؟

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ رسول اللہ کم از کم اتنا ہی فرما دیتے کہ قسطنطنیہ دوبارہ فتح ہوگا الخ۔ہم کہتے ہیں غامدی صاحب!

صحابہ کرام اتنے حساس اور معصوم تھے کہ انہیں جس بات کی سمجھ نہیں لگتی تھی تو وہ رسول اللہ سے بار بار عرض کرتے تھے اور رسول اللہ بھی بار بار ان کی اصلاح فرماتے تھے۔اب اگر صحابہ کرام کو اس حوالے سے کوئی شک وشبہ ہوتا تو وہ لازمی قسطنطنیہ کی دوبارہ فتح کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال عرض کرتے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزاج سے خوب اچھی طرح واقف تھے اور وہ جانتے تھے کہ اللہ کے رسول جو بات ارشاد فرما رہے ہیں وہ کون کونسے حالات واقعات سے متعلق ہے۔

=÷=

نوٹ: اصل میں غامدی صاحب اور مرزا قادیانی کا اس حوالے سے نظریہ قریب قریب ملتا ہے کیونکہ جماعت قادیانیہ کا بھی یہی ماننا ہے کہ نزول عیسیٰ کا وقت گزر چکا اور اب کسی نے نہیں آنا اور غامدی صاحب کا بھی یہی کہنا ہے نزول عیسیٰ کا وقت گزر چکا اور اب کوئی نہیں آئے گا........ بس فرق اتنا ہے کہ غامدی صاحب کے نزدیک وہ زمانہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا اور جماعت قادیانیہ کے نزدیک وہ زمانہ مرزا غلام قادیانی کا تھا جو کہ گزر گیا۔

مسئلہ توفی کا آسان حل

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی بابت صرف دو مقامات پر لفظ "**توفی**" کا ذکر بیان ہوا ہے ایک سورۃ آل عمران آیت 55 اور دوسری سورۃ المآئدہ آیت 117۔

لفظ "**توفی**" کے متعلق ہمارے علماء کرام نے اپنی کتب میں دلائل و براہین کی روشنی میں خاصی علمی بحث بیان فرمائی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ سلام کے لیے توفی کا معنی پورا پورا لینے کے کیے جائیں گے ناکہ وفات کے۔ اب یہ بحث اس قدر علمی ہوتی ہے کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی اس کو سمجھ نہیں پاتے اور منکرین کے لیے ان کو شبہ میں ڈالنا آسان ہوتا ہے کیونکہ توفی کا معنی "وفات" کے لیے عام استعمال ہوتا ہے لیکن یہ کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ جو لفظ جس معنی میں ہر جگہ استعمال ہو وہ کبھی دوسرے معنی میں استعمال نہیں ہو سکتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اسکا فیصلہ قرائن اور الفاظ کے تقاضے کو دیکھتے ہوئے کیا جاتا ہے جس سے معنی متعین ہوتے ہیں۔

اس وقت ہم **توفی** کے معنی کی بحث میں نہیں جائیں گے بلکہ ہم یہ عرض کریں گے کہ اگر **توفی** کا معنی وفات کے بھی کر لیے جائیں تو پھر بھی کسی صورت میں وفات عیسیٰ ثابت نہیں کی جا سکتی لہٰذا ہمیں اس پر بحث کرنے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیشک علماء کرام نے اس پر کئی اوراق سیاہ کیے ہیں جو کہ ہماری سر آنکھوں پر لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ توفی کا معنی چاہے وفات کے کریں یا پورا پورا لینے کے، اس سے ہمارے عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ سلام کو بالکل بھی فرق نہیں پڑتا۔

اب آیئے اسے سمجھیے!

سورۃ آل عمران میں عیسیٰ علیہ سلام کی بابت "**متوفیک**" فرمایا گیا ہے جس کا ترجمہ سب منکرین کے نزدیک یہی ہے کہ

"اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا"

=÷=

اب یہاں پر عیسیٰ علیہ سلام کو مستقبل میں وفات دیے جانے کا فرمایا جارہا ہے اور مستقبل میں انکی وفات کے تو ہم حیاتی بھی قائل ہیں لہٰذا منکرین اپنے دعوے کے مطابق وہ آیت دیکھائیں جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے دی۔ منکرین کا دعوی ماضی میں وفات دیئے جانے کا ہے اور دلیل مستقبل میں وفات دینے کی دیتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

اسی طرح سورۃ المآئدہ میں بھی عیسیٰ علیہ سلام روز قیامت اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کریں گے کہ

"جب تک میں ان میں رہا میں انکا گواہ رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی پھر تو ہی انکا نگران رہا۔"

اب یہاں پر عیسیٰ علیہ سلام اپنی وفات کا جو ذکر فرمارہے ہیں وہ قیامت کے دن بیان کر رہے ہیں اور سب کو علم ہے کہ قیامت برپا ہونے سے پہلے سب کو ہی موت آئے گی جس میں عیسیٰ علیہ سلام بھی شامل ہونگے اور اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ سلام قیامت سے پہلے نزول فرمائیں گے اور اس کے بعد انکی وفات ہو گی لہٰذا اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونگے جس میں وہ اپنی وفات کا ذکر کریں گے۔

اس پر ہم منکرین سے یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کہ یہ جو عیسیٰ علیہ سلام کا اپنی وفات کے متعلق بات بیان فرما رہے ہیں یہ وفات انہیں کب دی گئی تھی؟ واقعہ صلیب کے وقت یا اس کے بعد؟

اب اس پر منکرین جو بھی دعویٰ کریں گے ان سے اس پر قرآن یا حدیث سے ثبوت مانگا جائے جسے وہ پیش کرنے سے قیامت تک قاصر رہیں گے، ان شاء اللہ

اب اس آیت پر منکرین کے پاس بس ایک ہی وسوسہ بچتا ہے اور وہ وہی ہے جو مرزا قادیانی نے پیدا کیا تھا کہ کیا عیسیٰ علیہ سلام کو اپنی قوم کی گمراہی کا علم ہو گا یا نہیں اگر ہو گا تو کیا وہ اللہ تعالیٰ سے معاذ اللہ جھوٹ کہیں گے کہ انکو کچھ علم نہیں۔

اس وسوسے کا جواب ہم اپنے مضمون کے **قسط نمبر ۱** میں دے چکے ہیں آپ حضرات وہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

تفاسیر کی امہات کتب سے حیات عیسیٰ علیہ سلام کا ثبوت

غامدی صاحب نے رفع و نزول عیسیٰ علیہ سلام پر ریکارڈ کروائے گئے اپنے وڈیو لیکچرز میں جس تفسیر کو سامنے رکھا وہ تفسیر شر القرون کے ایک متنازعہ عالم مودودی صاحب کی تھی جبکہ حق تو یہ بنتا تھا کہ غامدی صاحب خیر

=÷=

القرون کے متفقہ مفسرین کرام کی تفاسیر کو اپنے حق میں پیش کرتے لیکن موصوف نے اس کے برعکس عمل کیا۔
غامدی صاحب اپنی کتاب میزان کے صفحہ 56 پر قرآن کے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"چناچہ قرآن کے طالب علموں کو بھی چاہیے کہ وہ قرآن کو سمجھتے، سمجھاتے اور اس کی کسی آیت کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتے وقت کم سے کم تفسیر کی امہات کتب پر بھی ایک نظر ضرور ڈالیں۔ مدرسۂ فراہی کے آئمہ تفسیر نے جو کام اس زمانے میں قرآن پر کیا ہے، اس سے پہلے یہ حیثیت تین تفسیروں کو حاصل تھی: ابن جریر کی تفسیر، رازی کی تفسیر اور زمخشری کی الکشاف"۔

قارئین کرام!

غامدی صاحب کے مطابقاق امام ابن جریرؒ، امام رازیؒ اور زمخشری حضرات کی تفسیر، تفاسیر کی امہات کتب ہیں جبکہ ان تینوں تفاسیر میں سے کسی ایک کو بھی غامدی صاحب اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ ان مفسرین کرام نے بھی سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء کی تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا زندہ جسم سمیت آسمان پر جانا تسلیم کیا ہے، ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

امام زمخشری رحمہ اللہ اپنی تفسیر الکشاف میں سورۃ النساء آیت 158 اور 159 کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"جب یہودی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو قتل کرنے کے لیے جمع ہوئے تو اللہ نے آپکو خبر دے دی کہ میں آپکو آسمان پر اٹھالوں گا اور آپ کو ان یہود سے پاک کر دوں گا، تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم میں سے کون راضی ہے جس پر میری صورت ڈال دی جائے اور (میری جگہ) مصلوب ہو کر جنت میں داخل ہو جائے؟ تو ایک آدمی نے کہا میں تیار ہوں، تو اسکو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے مشابہ بنا دیا گیا اور اسے قتل کر دیا گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک منافق آدمی تھا اس نے یہود سے کہا میں تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا ٹھکانہ بتاتا ہوں تو جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے گھر میں داخل ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو اٹھا لیا گیا اور اس منافق پر ان کی شکل ڈال دی گئی انہوں نے اسے عیسیٰ سمجھ کر قتل کر دیا۔"

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ سورۃ آل عمران آیت 55 کی تفسیر میں حدیث پیش کرتے ہیں

"عیسیٰ فوت نہیں ہوئے وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف واپس لوٹ کر آئیں گے۔"

امام رازی رحمہ اللہ سورۃ آل عمران آیت 55 کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے خلاف جو سازش کی وہ یہ تھی کہ انہوں نے انہیں قتل کرنا چاہا، اللہ نے انکے خلاف تدبیر کی وہ یہ تھی کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو آسمان پر اٹھا لیا، وہ اس طرح کہ جب یہودیوں کے بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے قتل کا ارادہ کیا، اور جبرائیل علیہ سلام ہر وقت حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے ساتھ ہی رہتے تھے، تو جب وہ قتل کرنے آئے جبرائیل علیہ سلام نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو ایک ایسے کمرے میں داخل ہونے کا کہا جس میں ایک کھڑکی تھی، تو جب وہ (دشمن) داخل ہوئے تو جبرائیل نے آپ کو اس کھڑکی سے نکال لیا اور انکی صورت ایک اور آدمی پر ڈال دی گئی جسے انہوں نے پکڑ کر صلیب دے دی۔

لہٰذا اللہ کی تدبیر سے مراد یہ ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور وہ یہودی آپ کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔"

امام رازی مزید آگے تفسیر میں لفظ "**توفی**" کے متعلق فرماتے ہیں

"**توفی** کا مطلب ہے کسی چیز کو پورا پورا لینا، اللہ کے علم میں تھا کہ کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی صرف روح اٹھائی گئی جسم نہیں، تو اللہ نے یہ بات ذکر فرما کر بتا دیا کہ انکی روح اور جسم دونوں آسمان پر اٹھائے گئے۔"

غامدی صاحب طلباء کرام کو تو ان تفسیروں پر نظر ڈالنے کا کہتے ہیں لیکن کاش کہ خود بھی ایک نظر ان پر ڈال لیتے تو بہتر ہوتا۔

=÷=

ایک اہم اعتراض کا جواب:

قارئین کرام! غامدی صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے رفع و نزول کی بابت جہاں بہت سے عقلی اعتراضات کیے وہاں ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ۔۔۔

> "صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق جب حضرت عیسیٰ علیہ سلام نزول فرمائیں گے تو اس وقت مسلمان کفار کیساتھ جو جنگ لڑیں گے وہ جنگ تلواروں سے لڑی جائے گی جبکہ اس وقت دور کے ساتھ ساتھ جنگی ساز و سامان بھی جدید ہو چکا ہے لہٰذا ہمیں یہ ماننا پڑے گا چاہے فرضی طور پر ہی صحیح کہ دنیا میں کوئی اتنا بڑا انقلاب برپا ہو گا کہ یہ سب کچھ جتنا بھی جدید اسلحہ ہے سب ختم ہو جائے گا اور لوگ واپس تلواروں اور نیزوں سے جنگ لڑنا شروع کر دیں گے۔"

غامدی صاحب کے اس اشکال کا جواب دینے سے پہلے ہم یہ عرض کر دیں کہ صحیح مسلم کی حدیث کے متعلق علماء کرام کی دو آراء ملتی ہیں۔

بعض علماء کرام نے حدیث کے الفاظ کو بغیر کسی تاویل کے من و عن تسلیم کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ جیسا حدیث میں فرمایا گیا ہے ٹھیک ویسا ہی ہو گا کہ اُس وقت تلوار سے ہی جنگ لڑی جائے گی بیشک حالات جیسے بھی ہوں۔۔۔۔اور بعض علماء کرام نے حدیث کی تاویل کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ شاید تلوار سے مراد اس وقت کا کوئی جدید اسلحہ ہو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور میں جنگ تلوار سے لڑی جاتی تھی تو اس لیے حدیث میں تلوار کا فرمایا گیا ہو گا۔

اب غامدی صاحب کے اس **بڑے اعتراض** کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ دنیا میں کوئی اتنا بڑا انقلاب آئے گا کہ یہ سارا اسلحہ ختم ہو جائے گا۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ غامدی صاحب ہمیں نہ کسی اتنے بڑے انقلاب کی ضرورت ہے اور نا ہی اس حدیث کی کوئی تاویل کرنے کی بلکہ جیسا اللہ کے رسول نے فرمایا بیشک ویسا ہی ہو گا اور ہمارے لیے یہ بات کوئی نئی نہیں ہے۔

جی ہاں بالکل ۔۔۔۔۔۔کیونکہ یہ کوئی پہلی بار نہیں ہو گا کہ جدید اسلحہ کے ہوتے ہوئے لوگ اسے استعمال کیے بغیر ہی جنگ لڑیں گے بلکہ آج سے قریباً دو سال قبل ایسا ہو بھی چکا ہے۔

=÷

قریباً دو سال قبل ڈوکلام کے علاقہ میں چین اور بھارت کے فوجی آمنے سامنے آ گئے تھے۔ ساری دنیا یہی سمجھ رہی تھی کہ شاید اب گولیاں چلیں گی اور لاشیں گریں گی مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ اہل جہاں والوں کے لیے یہ سب کچھ نہایت ہی حیران کن تھا لیکن انکی حیرانی کی وجہ گولیوں کا نہ چلنا اور بم کا نہ پھٹنا نہیں تھا بلکہ حیرانی اس بات کی تھی کہ دونوں ممالک کی مسلح افواج آمنے سامنے تو تھیں لیکن دونوں طرف کے فوجیوں نے جدید اسلحہ ہونے کے باوجود پتھروں اور ڈنڈوں سے کام لیا اور کسی نے بھی جدید اسلحہ کو جنگ میں استعمال نہیں کیا۔

ڈوکلام کے سنگم پر دونوں ممالک کی فوجوں نے خالص لالو کھیتی کا ماحول پیدا کر دیا تھا اور اس موقع پر لوگوں کو جوہری ہتھیاروں سے ہونے والی تباہی کو دیکھتے ہوئے آئن سٹائن کا وہ مشہور قول بھی یاد آ گیا کہ

"مجھے نہیں معلوم کہ تیسری عالمی جنگ کن ہتھیاروں سے لڑی جائے گی مگر میں اتنا پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ چوتھی عالمی جنگ پتھروں سے لڑی جائے گی۔"

قارئین کرام!

ڈوکلام پر ہونے والی چین اور بھارت کی یہ جنگ اور آئن سٹائن کا چوتھی جنگ عظیم کے متعلق پتھروں سے جنگ لڑنے والا قول یہ سب مشاہدات مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث مبارکہ کو حرف بہ حرف سچ ثابت کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث مبارکہ کا اعجاز بھی ہے، سبحان اللہ۔

اب ہم غامدی صاحب اور ان کے پیروکاروں سے یہ سوال عرض کرتے ہیں کہ آخر کیا وجہ تھی کہ چین اور بھارت نے جوہری ہتھیار ہونے کے باوجود پتھروں اور لاٹھیوں سے جنگ لڑی؟ جبکہ دونوں افواج کے پاس جدید اسلحہ بھی موجود تھا!

اب اس سوال کے جواب میں جو جواب غامدی صاحب پیش کریں گے پس اسی جواب کو ہماری طرف سے بھی سمجھ لیجئے گا کہ جیسے چین اور بھارت نے جدید اسلحہ ہونے کے باوجود لاٹھیوں سے جنگ لڑی ٹھیک اسی طرح مسلمان بھی قرب قیامت جدید اسلحہ ہونے کے باوجود تلوار کیساتھ جنگ لڑیں گے۔

=÷=

ہم غامدی صاحب کے اس اشکال کا جواب کسی اور طریق سے بھی دے سکتے تھے لیکن غامدی صاحب چونکہ ہر بات کو عقل کے مسلمات پر پورا اترتا دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ڈو کلام پر ہونے والی جنگ اور آئن سٹائن کا قول غامدی صاحب جیسے حضرات کے لیے کافی شافی ہو گا۔

سورۃ المائدہ آیت 110 پر غامدی شبہ کا جواب:

اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ اذۡکُرۡ نِعۡمَتِیۡ عَلَیۡکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ ۘ اِذۡ اَیَّدۡتُّکَ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ۟ تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَہۡدِ وَکَہۡلًا ۚ وَاِذۡ عَلَّمۡتُکَ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَالتَّوۡرٰىۃَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ ۚ وَاِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ بِاِذۡنِیۡ فَتَنۡفُخُ فِیۡہَا فَتَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِیۡ وَتُبۡرِیٴُ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِیۡ ۚ وَاِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِیۡ ۚ وَاِذۡ کَفَفۡتُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَنۡکَ اِذۡ جِئۡتَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡہُمۡ اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿110﴾

جب اللہ کہے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! میری نعمت یاد کر جو تجھ پر اور تیری ماں پر ہوئی ہے، جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی، تو لوگوں سے بات کرتا تھا گود میں اور بڑی عمر میں، اور جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی، اور جب تو مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے بناتا تھا پھر تو اس میں پھونک مارتا تھا تب وہ میرے حکم سے اڑنے والا ہو جاتا تھا، اور مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا، اور جب مردوں کو میرے حکم سے نکال کھڑا کرتا تھا، اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس نشانیاں لے کر آیا پھر جو ان میں کافر تھے وہ کہنے لگے کہ یہ تو بس صریح جادو ہے۔

(سورۃ المائدہ آیت 110)

قارئین کرام!

سورۃ المائدہ کی آیت 110 حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی حیات پر نہایت ہی پختہ ثبوت ہے جو کہ منکرین کے لیے گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے اور آج تک منکرین سے اس کے رد میں کوئی معقول دلیل نہیں بن سکی ہے۔

غامدی صاحب سے بھی ان کے داماد حسن الیاس صاحب نے سورۃ المائدہ آیت 110 کی بابت سوال پوچھا کہ اس آیت مبارکہ سے علماء کرام حیات عیسیٰ کی دلیل دیتے ہیں اور استدلال کرتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ سلام

=÷

نازل ہونگے تو اس وقت وہ بڑی عمر میں لوگوں سے کلام کریں گے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے بڑی عمر میں کلام کرنے کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت میں شمار کیا ہے جبکہ بڑی عمر میں کلام تو سبھی کرتے ہیں اس میں عیسیٰ علیہ سلام کی خصوصیت کیا ہوئی؟

قارئین کرام!

غامدی صاحب نے اس سوال کے جواب میں "سوال گندم اور جواب چنے" کا کام کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا بڑی عمر میں کلام کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمت میں شمار کیوں ہوا؟ یہ سمجھانے کی بجائے موصوف نے یہ بتانا شروع کر دیا کہ عیسیٰ علیہ سلام کا یہ کلام قرب قیامت لوگوں سے نہیں بلکہ اپنی قوم کے انہی لوگوں سے کیا گیا ہے جن سے عیسیٰ علیہ سلام نے بچپن میں کلام کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ دیکھو یہ بچہ تم سے بچپن میں جو کلام کر رہا ہے یہی بچہ بڑا ہو کر بھی تم سے کلام کرے گا۔

اگر ہم غامدی صاحب کی اس خود ساختہ تشریح کو تسلیم بھی کر لیں تو سوال پھر بھی وہی بنتا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ سلام نے جن لوگوں سے بچپن میں کلام کیا تھا اور انہی لوگوں سے بڑی عمر میں بھی کلام کیا تو اس میں ایسی کونسی خاص بات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نعمت میں شمار فرمایا؟ جبکہ بڑی عمر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی لوگوں سے کلام فرمایا ہے لیکن انکے لیے تو اللہ تعالیٰ نے کہیں پر بھی ایسا کوئی ارشاد نہیں فرمایا! آخر کیوں؟

یہ تھا وہ سوال جو حسن الیاس صاحب کو اپنے سسر غامدی صاحب سے پوچھنا چاہیے تھا لیکن موصوف نے خاموشی سے اسے گزار دیا اور اپنی طرف سے حجت تمام کر دی۔

غامدی صاحب نے جو کچھ بھی اس حوالے سے بیان کیا اس میں کہیں پر بھی اس بات کو نہیں سمجھایا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے بڑی عمر میں کلام کرنے کو بھی اپنی نعمت میں شمار فرمایا ہے جبکہ بڑی عمر میں کلام تو باقی انبیاء کرام نے بھی کیا لیکن ان میں سے کسی کے کلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت میں شمار نہیں فرمایا۔

سورۃ النساء آیت 159 پر غامدی شبہ کا جواب:

غامدی صاحب سے پوچھا گیا کہ علماء کرام سورۃ النساء آیت 159 کو عیسیٰ علیہ سلام کی حیات پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ سلام قرب قیامت نزول فرمائیں گے تو اس وقت کوئی اہل کتاب ایسا

=÷=

نہیں ہو گا جو عیسیٰ علیہ سلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائے بغیر رہے گا بلکہ تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

اس کے جواب میں غامدی صاحب نے ایک اعتراض پیش کیا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر مسیح علیہ سلام کے بعد سے اب تک جتنے بھی اہل کتاب اس دنیا سے جا چکے ہیں وہ پھر کیسے ایمان لائیں گے ؟ اور اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو پھر یہ کہنا کہ تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے غلط ہو جائے گا۔ اس آیت میں جس پر ایمان لانے کی بات کی جا رہی ہے وہ عیسیٰ علیہ سلام کی ذات نہیں اور نا ہی اس میں انکا نام شامل ہے بلکہ اس میں جس پر ایمان لانے کی بات کی جا رہی ہے وہ قرآن مجید ہے کہ جس پر مرنے سے پہلے کتابی ایمان لے کر آتا ہے۔

قارئین کرام!

غامدی صاحب کے نزدیک ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے قرآن پر ایمان لے آتا ہے اگر ہم ان کی اس بات کو کچھ دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے اہل کتاب جو کسی وجہ سے قتل ہوئے ہوں یا پھر کسی کتابی کی تلوار سے گردن اڑا دی جائے تو کیا ایسے کتابی کے پاس اتنا وقت ہو گا کہ وہ قرآن پر ایمان لے آئے ؟ یقیناً ہر ذی شعور یہی کہے گا کہ ایسا ممکن نہیں۔

پھر صرف یہی نہیں بلکہ ایک کافر کے لیے موت کے وقت غرغرہ کی حالت میں جب اس پر تمام حقیقت واضح ہو جاتی ہے اس وقت ایمان لانا ویسے ہی بے سود اور نا قابل قبول ہوتا ہے اور اس کے لیے توبہ کا دروازہ بھی بند کر دیا جاتا ہے تو ایسے میں کوئی کتابی ایمان لائے بھی تو اسے ایسے ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ لہٰذا غامدی صاحب کا یہ کہنا کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے قرآن پر ایمان لے آتا ہے ایک نہایت ہی کمزور استدلال ہے جو کہ عقلی و نقلی اعتبار سے بھی باطل ٹھہرتا ہے۔

حدیث مبارکہ سے آیت کی تفسیر:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ

=÷=

الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ، يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (سورة النساء آية159.)

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت کا ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہو گا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو ”اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔“

(صحیح بخاری رقم الحدیث 3448)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابیِ رسول ہیں اور انہوں نے یہ حدیث رسول بیان کرنے کے بعد آیت بالا کو بطور استشہاد پیش کیا ہے اور چونکہ یہ مسئلہ قیاسی نہیں ہے اس لیے یہ تفسیر بھی براہ راست مرفوع حدیث کا حکم رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ محض حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہی نہیں بلکہ خود صاحب قرآن کی جانب سے اس آیت کی تفسیر ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی انسان کی تفسیر قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

اعتراض کہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا نام موجود نہیں ہے:

اس پر ہم عرض کریں گے کہ سورۃ النساء کی اس آیت سے پہلے کی دو آیات 157 اور 158 میں "ہ" کی جتنی بھی ضمیریں ہیں وہ سب کی سب عیسیٰ علیہ سلام ہی کی طرف لوٹ رہی ہیں اور اس میں انکا ہی ذکر چلا آرہا ہے۔ اسی طرح آیت 159 میں بھی (**بہ**) اور۔(**قبل موتہ**) میں دنوں ضمیروں کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی ذات ہے لہٰذا ان کے نام کی صراحت کی ضرورت نہیں۔ رہی بات غامدی صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے نام

=÷

کا مطالبہ کرنا تو یہ ہمیشہ کی طرح ان کے لفظوں کے کھیل کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے کہ جس کا غامدی صاحب جا بجا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

ختم شد

=÷=

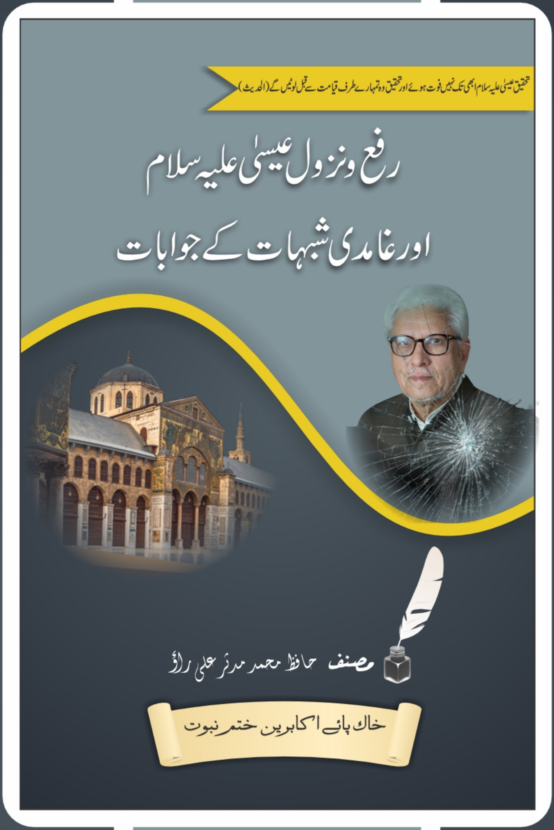
تحقیق عیسیٰ علیہ سلام ابھی تک نہیں فوت ہوئے اور تحقیق وہ تمہارے طرف قیامت سے قبل لوٹیں گے (الحدیث)
رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام
اور غامدی شبہات کے جوابات
مصنف حافظ محمد مدثر علی راؤ
خاك پائے اکابرین ختم نبوت